رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

Digtized by Khilafat Library

جلد ۶ | ۳-اگست ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۲۴-شوال ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۱۰

مدینۃ المسیح

تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ دونوں کھل گئے ہیں اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے۔

میاں عبد اللہ خانصاحب اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ڈلہوزی سے واپس آگئے ہیں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب۔ جناب مولوی فضل الدین صاحب اور حافظ جمال احمد صاحب موضع گوڈیالہ ضلع گجرات ایک مباحثہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ جو غیر احمدیوں سے قرار پایا ہے۔

جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب روزانہ بعد از نماز عصر حضرت مسیح موعود کی کتب کا درس دیتے ہیں۔

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں داخل ہونے والوں کے لئے۔ جو شرائط مقرر فرمائی ہیں۔ چونکہ ہر ایک احمدی کے لئے ان کا پیش نظر رکھنا۔ اور ان کے مطابق اپنے اعمال کو بنانا ضروری ہے اس لئے ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ ہفتہ میں ایکبار ان شرائط کو اخبار میں شائع کر دیا جایا کرے اُمید ہے کہ احمدی احباب یہ سمجھ کر کہ پہلے ہی ہم ان سے آگاہ ہیں۔ یا یہ کہ ایک آدھ بار پڑھ کر ان کو نظر انداز نہ کر دیں گے۔ بلکہ ہر دفعہ ان کا پڑھنا اپنا فرض سمجھیں گے۔ اس طرح کرنے سے انشاء اللہ ان کی روحانیت میں خاص طور سے ترقی ہو گی۔ اور وہ دن بدن اپنے اندر نمایاں فرق محسوس کرینگے۔

(ایڈیٹر)

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا۔ اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے

اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائیگا۔
چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے۔ نہ کسی اور طرح سے
پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا۔ اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی و عاجزی و خوش خلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کریگا۔ **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہانتک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں۔ اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

الفضل کی اشاعت بڑھانا احباب اپنا فرض سمجھیں۔ اور کم از کم ایک خریدار ضرور دیں۔ ورنہ مجبوراً یا تو قیمت بڑھانی پڑیگی۔ یا حجم کم کرنا پڑیگا۔

اخبار احمدیہ

کوائف بمبئی

اخبار "مفید روزگار" میں آجکل ہمارے سلسلے کے خلاف مضامین نکل رہے ہیں۔ ناگپت پوری کے خانصاحب نے بھی ایک جواب دیا ہے۔ دوسرا مکمل جواب آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ چودھری سردار علی صاحب کی طرف سے شائع ہوگا۔ مختلف مضامین نکلنے کی وجہ سے۔ اکثر مخالفین آتے ہیں۔ اور گھنٹہ دو گھنٹہ تک ان کو تبلیغ کرنیکا موقع ملتا ہے۔
گذشتہ اتوار کے لیکچر کا مضمون "آخری زمانہ کا امام مہدی اور اس کی آمد اور شناخت کے علامات" تھا۔ عاجز نے تقریر کی۔ بفضلہ تعالیٰ بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ حالانکہ کوئی اشتہار نہیں دیا تھا۔ صرف بورڈ پر لکھ کر باہر رکھدیا گیا تھا۔ لیکن راستہ چلنے والے لوگ ہی جو آگئے وہ شام تک برابر جمے رہے۔ علاوہ مردوں کے پارسی عورتیں بھی جو رستہ چلتی کھڑی ہوگئیں تھی۔ لیکچر سنتی رہیں۔ (خلیل احمد بمبئی)

امداد جنگ

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے تمام جماعت احمدیہ ہر جگہ ہر ممکن طریق کر اپنی محسن گورنمنٹ کے لئے امداد جنگ میں مصروف ہے۔ اس لئے ہر شخص کے لئے یہ بھی ایک آسان طریق ہے۔ کہ میں نے جو کئی مختلف مضمونوں کے اشتہارات شائع کئے ہیں۔ احباب منگواکر اپنے اپنے علاقوں کے معززین میں تقسیم کریں۔ یا ایسی جگہوں پر چسپاں کرادیں جہاں عوام الناس پڑھ سکیں۔ اور پھر زبانی بھی تحریک کریں جہاں زیادہ تعداد میں جس اشتہار کی ضرورت سمجھیں تھوڑے سے خرچ سے مثلاً ڈیڑھ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے منگواکر بہت مفید نتائج حاصل کرسکتے ہیں۔ اس طرح صرف ڈیڑھ روپیہ کے خرچ سے بھی سیکڑوں آدمیوں کو تحریک و ترغیب دی جاسکتی ہے۔
خاکسار حکیم محمد حسین قریشی محلہ کابلی مل لاہور

اعلان نکاح ثانی

مکرمی پیر برکت علی صاحب ساکن رنمل کا نکاح ثانی حافظ مشتاق احمد صاحب کیمبلپوری کی لڑکی سے پانصد روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ خدا تعالیٰ بابرکت کرے۔ آمین

ایک طبیب کے لئے اچھا موقعہ

جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر پورٹ بلیر سے لکھتے ہیں کہ نکوبار میں۔ ایک حکیم کی ضرورت ہے۔ جو بخار وغیرہ بیماریوں کے علاج سے واقف ہو۔ ماہوار آمدنی پچاس روپیہ تک ہوسکتی ہے۔ کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور دین کی خدمت کا موقعہ بھی ملیگا۔ پورٹ بلیر سے نکوبار تک کچھ خرچ نہ ہوگا۔ جو صاحب آنے کا ارادہ کریں وہ مجھ سے پہلے خط و کتابت کریں۔

درخواست دعا

برادر محمد عبداللہ صاحب کا لڑکا قدرت اللہ بیمار ہے اس کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

نماز جنازہ

مالیر کوٹلہ میں احمدی پہلے ہی تھوڑے ہیں مگر کثرہم اللہ لیکن اسی جولائی میں دو موتیں ہوچکی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ وہاں کی جماعت کو خدا بڑھائے۔ اب جن صاحب کے فوت ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ وہ جناب سید قربان علی شاہ صاحب ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم اور ریاضت سے زندگی بسر کرنیوالے انسان تھے۔ اللھم اغفرلہ
نیز برادر بابو عالمگیر خانصاحب سکنہ اسمعیلہ کا لڑکا نذیر احمد فوت ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومین کا جنازہ غائب پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی سالانہ جلسہ ۱۹۱۷ء کی تقاریر انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگی۔ احباب فی الفور خریداری کی درخواست میرے نام بھیج دیں۔ خاکسار ایڈیٹر الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۳۔ اگست ۱۹۱۸ء

آئینی اصلاحات ہند

اور

جماعت احمدیہ کا ایڈریس

ایک عرصے سے ہندوستان میں جو سیاسی ہلچل پڑی ہوئی ہے۔ اور تعلیم یافتہ گروہ کا ایک بڑا حصہ جو سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس سے ہماری جماعت ناواقف نہیں ہے۔ اس مطالبہ کے متعلق غور اور تحقیقات کرنے کے لئے صاحب وزیر ہند بالقابہ بذات خود ۹۔ نومبر ۱۹۱۷ء کو ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔ اور آپ نے ۱۵۔ نومبر سے بمعیت ہز اکسلنسی حضور وائسرائے ہند قریباً چار ماہ تک معاملات ہند کی تحقیقات کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور گورنران صوبجات۔ اور افسران صیغہ جات کے علاوہ مختلف فرقہ ہائے رعایا کے سربرآوردہ قائم مقاموں سے بھی تبادلہ خیالات کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں اُن اصلاحی تجاویز کو جن کا ہندوستان میں جاری کیا جانا مناسب سمجھا گیا ہے۔ ایک رپورٹ کی صورت میں مرتب کر کے ۸۔ جولائی کو ہندوستان میں شائع کر دیا گیا ہے۔ جس کی ایک کاپی ہمارے پاس بھی پہنچی ہے۔

چونکہ ہندوستان کے سیاسی معاملات میں تغیر و تبدل ہونے کے ساتھ جماعت احمدیہ کا بھی نفع و نقصان وابستہ ہے۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا۔ کہ اس موقعہ پر جبکہ حضور وزیر ہند ہندوستان کے سیاسی مطالبات کی تحقیقات کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اپنے حقوق کی حفاظت اور آئینی اصلاحات کے متعلق ہمارے خیال میں جو مفید مشورے ہیں انھیں پیش کرنے کے لئے ایک ایڈریس تیار کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح والمہدی کے زیر ہدایت ایڈریس تیار کیا گیا۔ جسے ۱۵۔ نومبر کو پونے چار بجے حضور وائسرائے اور وزیر ہند کے سامنے قائم مقامان جماعت احمدیہ نے پیش کیا تھا۔

اب آئینی اصلاحات ہند کے متعلق حضور وائسرائے اور وزیر ہند کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ اس کی بنیاد بہت کچھ ہمارے ایڈریس پر رکھی گئی ہے۔ اور انھیں دلائل سے کانگریس مسلم لیگ سکیم کو رد کیا گیا ہے۔ جو ہمارے ایڈریس میں اس سکیم کے خلاف دیتے گئے تھے۔

کانگریس مسلم لیگ سکیم کے خلاف ہماری آواز

اور

اصلاحی رپورٹ میں اس سے اتفاق

چنانچہ ہمارے ایڈریس میں کانگریس مسلم لیگ سکیم کے اس مطالبہ کے خلاف۔ کہ اہل ہند کو اسی وقت سیلف گورنمنٹ (گھر کی حکومت) ملنی چاہئے لکھا گیا تھا کہ:۔

"ہم اپنی جماعت کے فوائد کو خصوصاً اور دیگر قلیل التعداد جماعتوں کے فوائد کو عموماً مد نظر رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو سلف گورنمنٹ دیئے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ ابھی ہندوستان اس قدر وسیع الاثر اصلاح کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ کب تک وہ اسکو اٹھانے کے قابل ہوگا۔ سالوں کا اندازہ اس کے لئے مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ چند کمیاں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں وہ جب پوری ہو جاویں۔ اسی وقت وہ اس قابل ہو جاویگا کہ اسے سلف گورنمنٹ دیدی جاوے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ دس ہی سال کے عرصہ میں پوری ہو جاویں۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ ایک صدی میں بھی پوری نہ ہوں۔ وہ کمیاں مذہبی اور نسلی اختلافات کی موجودگی میں وسعت حوصلہ اور بے تعصبی کے اظہار کی ہیں۔

جو قوم ان صفات حسنہ سے محروم ہو سلف گورنمنٹ اس کے لئے انعام نہیں۔ بلکہ سزا ہے۔ اور ہندوستان ان صفات سے ایسا خالی ہے کہ اس کی نظیر دوسرے ممالک میں بہت کم مل سکتی ہے۔ اس وقت ہندوستان مختلف مذاہب کا جولانگاہ بن رہا ہے۔ چند قدیم مذاہب کا مجموعہ جس کے پیروان نے مسلمانوں سے جنگ کے دوران میں اپنے آپ کو سیاسی اتحاد کے لحاظ سے ہندو یعنی باشندہ ہند قرار دیا تھا۔ اس وقت ہندو مذہب کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا اس وقت کا اتحاد اس وقت تک دوسری اقوام اور مذاہب کے مقابلہ میں چل رہا ہے۔ دوسرا مذہب اسلام ہے۔ وہ بھی کئی فرقوں میں منقسم ہے۔ پھر سکھ ہیں۔ پارسی ہیں۔ بدھ ہیں۔ جینی ہیں۔ عیسائی ہیں۔ یہودی ہیں۔ ان سب مذاہب میں آپس میں اختلاف ہے۔ اور صرف اختلاف ہی نہیں۔ بلکہ عداوت ہے۔ اس وقت تک کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ مذاہب ہندوستان میں جہاں ملتے ہیں۔ ایک دوسرے کے فوائد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں مذاہب تو الگ رہے۔ ایک مذہب سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے والے فرقوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہم لوگ تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ اختلاف معمولی نہیں۔ کہ اس کا اثر سیاست اور حکومت پر نہیں پڑیگا۔ بلکہ نہایت خطرناک ہے۔ اس وقت بھی جبکہ ہندوستان سلف گورنمنٹ کے درجہ کو نہیں پہنچا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مذہبی اختلافات کی بنا پر دوسرے فریقوں کو اس قدر تکالیف دی جاتی ہیں۔ کہ بعض دفعہ حد برداشت سے بڑھ جاتی ہیں اور اگر برٹش حکام کا اثر نہ ہو تو اور بھی بڑھ جائیں۔

کیونکہ وہ ہمیشہ اس فتنے کو روکے رہتے ہیں۔"

پھر ایک دوسری جگہ صاف الفاظ میں لکھدیا گیا تھا کہ:-

"مسلمان اور ہندوؤں کے اندر اس قدر اختلاف ہے۔ اور ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں سیلف گورنمنٹ کا ملنا ہندوستان کے لئے نہایت مضر ہے۔ اور یہ ایک ایسی آگ لگا دیگا جس کا بجھانا آسان نہ ہوگا۔"

اس کے علاوہ ہندو مسلمانوں کے اس اتحاد کے متعلق جس کا ادعا کانگریس اور مسلم لیگ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ بتا دیا گیا تھا کہ

"کہا جاتا ہے۔ کہ اب تعلیم نے تعصب کو کم کر دیا ہے۔ لیکن واقعات اس کے خلاف شہادت دیتے جا رہے ہیں۔ اب تک ملازمتوں میں مذہبی تعصب اپنا کام کر رہا ہے۔ امتحانوں میں اس کا اثر ہے۔ تجارتوں میں اس کا دخل ہے۔ انتخابات میں اس کی حکومت ہے۔ چھوٹے چھوٹے امور میں یہ رونما ہوتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں بہار میں گائے کی قربانی پر جو فسادات ہوئے ہیں۔ وہ بتا رہے ہیں۔ کہ اب تک تعصب میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ حالانکہ ایک قوم کا اپنے مذہبی فرض کو ادا کرنا دوسرے کے لئے باعث اشتعال نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک فعل کوئی شخص برا خیال کرتا ہے۔ تو وہ اس فعل کو نہ کرے نہ یہ کہ دوسروں کو بھی نہ کرنے دے۔ ہندوؤں کا مسلمانوں کے گائے ذبح کرنے اور مسلمانوں کا جھٹکے اور سؤر کے مارنے پر شور مچانا اور فساد پر آمادہ ہو جانا بتا رہا ہے کہ اگر اس وقت اتحاد کا شور مچایا بھی جا رہا ہے۔ تو وہ صرف سطحی ہے۔ اگر یہ اتحاد حقیقی ہوتا تو عمل میں اس کا کیوں ظہور نہ ہوتا۔ ممکن ہے کہ بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ اس تعصب سے پاک ہوں۔ لیکن یہ طبقہ اس قدر کم ہے کہ ملک کی رہنمائی میں اس کا کوئی دخل نہیں۔ رسپانسبل ذمہ وار گورنمنٹ کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ وہ ملک کی رائے پر چلے۔ جب عام طور پر تعصب پایا جاتا ہے تو ممبر بھی وہی لوگ ہو سکیں گے۔ جو ملک کی عام رائے کا معاملہ دیں گے۔ اور تعصب بجائے کم ہونے کے ترقی کرے گا۔ پہلے عملاً بے تعصبی کا ثبوت مل جائے تب موقعہ ہوگا کہ ہندوستان کو سیلف گورنمنٹ ملے۔ بیشک کسی وقت متعصب آدمیوں کا بالکل مفقود ہو جانا خلاف عقل ہے۔ مگر سیلف گورنمنٹ کے لئے ہندوستان جیسے ملک میں جو مذاہب کا جولانگاہ ہے بھاری اکثریت ضرور ایسے آدمیوں کی ہونی چاہیئے جو تعصب سے خالی ہوں ورنہ تباہی یقینی ہے۔ اس وقت کا تجربہ یہ بتا رہا ہے۔ کہ اس مذہبی تعصب کے خطرناک نتائج سے۔ اگر کسی چیز نے بچایا ہے۔ تو وہ ہوشیار اور فرض شناس برٹش آفیسر ہیں۔ پس اسی ہاتھ کو جو اس وقت تک اس تعصب کی رو کو روکے رہا ہے پیچھے ہٹا لینا ہندوستان کے لئے سخت مصیبت کا باعث ہوگا۔ اور وہ دن جب ایسا کیا گیا اس کے لئے ہلاکت کا ہوگا۔"

ہمارے ایڈریس کے ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ ہم نے اس وقت ہندوستان کے لئے سیلف گورنمنٹ اس لئے مناسب نہیں سمجھی کہ اس میں رہنے والے لوگوں میں مذہبی اختلاف کی وجہ سے وسعت حوصلہ اور بے تعصبی کی صفات نہیں پائی جاتیں۔ اور اس وقت تک ہم سیلف گورنمنٹ دیئے جانے کے خلاف ہیں جب تک کہ اہل ہند کا کثیر حصہ ایسا نہ ہو جائے۔ جو مذہبی تعصب سے خالی ہو کر اپنے متحدہ مقاصد کے لئے مل کر کام کر سکے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے ہندو مسلمانوں کے اس اتحاد اور اتفاق کی حقیقت بھی ظاہر کر دی ہے۔ جس کے ثبوت میں طالبان سیلف گورنمنٹ کی طرف سے کانگریس اور مسلم لیگ کا سنہ ۱۹۱۶ء کا سمجھوتہ پیش کیا جاتا ہے۔

ان باتوں کو مدنظر رکھ کر حضور وائسرائے اور وزیر ہند کی مرتب کردہ رپورٹ اصلاحات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں سیلف گورنمنٹ کانگریس مسلم لیگ سکیم کو انہیں دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں:-

"مذہبی اختلاف کا پایا جانا ایک ایسی بڑی مشکل ہے۔ کہ اگر اس کو تولا جائے تو باقی تمام مشکلات سے بھاری اور بوجھل ہو جائے۔ ہمیں کہا جا سکتا ہے کہ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء کا پولیٹیکل اتحاد مابین ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس رضامندی کا بین ثبوت ہے۔ کہ انھوں نے اپنے مشترکہ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ان نازک مذہبی اختلافات کو چھوڑ دیا ہے۔...... مگر ہم اپنے تئیں یہ سوال پوچھنے کے لئے مجبور ہیں۔ کہ اس پولیٹیکل اتحاد کی رو سے کس طرح قطعی یقین ہو سکتا ہے کہ ان دو بڑی قوموں کا مذہبی نزاع رفع ہو گیا ہے۔...... ہمارے خیال میں جب تک یہ دونوں قومیں اپنے فوائد کو علیحدہ علیحدہ مدنظر رکھ رہی ہیں۔ ہم مذہبی نزاع کے یقینی واقع ہونے کے خیال کو ماننے کے لئے مجبور ہیں۔ یقیناً ابھی تک ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو یہ بات حاصل نہیں ہوئی کہ وہ اپنے فوائد اور مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے متحد ہو سکیں۔ ابھی ان کو اس منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک بہت بڑا لمبا راستہ طے کرنا باقی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ بات بار بار ثابت ہوتی رہی ہے کہ جب کبھی یہ صدا اٹھی ہے۔ کہ مذہب خطرے میں ہے تو وہ ان پڑھ اور بے علم لوگ جو ان دو بڑی قوموں کی آبادی کا بہت بڑا حصہ ہیں کیسی تیزی اور سختی سے اس صدا کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ پچھلے سال کے واقعات بھی ہمارے اس بیان کی تائید کرتے ہیں۔"

رپورٹ کے ان الفاظ کو ہمارے ایڈریس کے مذکورہ بالا اقتباسات کے مقابلہ میں رکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فی الحال سیلف گورنمنٹ دیئے جانے کے خلاف ہمارے پیش کردہ دلائل اور وجوہات کی صداقت اور معقولیت کی خاص قدر و منزلت کی گئی ہے۔

اصلاحات ہند کے متعلق ہمارا خیال

ہم نے اپنے ایڈریس میں جہاں کانگریس مسلم لیگ

سکیم سے اپنا عدم اتفاق ظاہر کیا تھا۔ اور اس کے منظور کئے جانے کے نقائص بتلا کر اسے رد کر دینے پر زور دیا تھا۔ وہاں ہندوستان میں بہت سی اہم اصلاحات کی ضرورت کو بھی صاف اور کھلے طور پر بیان کر دیا تھا۔ چنانچہ لکھا تھا۔ کہ :-

"ہمارے نزدیک ہندوستان اس وقت یقیناً غیر معمولی اصلاحات کا محتاج ہے۔ کیونکہ باوجود بعض لوگوں کے اس دعوے کے کہ صرف ایک قلیل حصہ ہندوستان کا اصلاحات کے لئے شور کر رہا ہے۔ اور باقی کل ہندوستان امن و امان میں ہے۔ بلکہ ان شور کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے ان واقعات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سوائے چند خود غرض لوگوں کے یا نہایت ہی جاہل اور پست حال اقوام کے جو بہائم کی طرح زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور یہ چند لاکھ سے زیادہ نہیں ہیں۔ باقی کل ہندوستانی پڑھے لکھے ہوں۔ یا کہ ان پڑھ اپنی حالت پر قانع نہیں ہیں۔........ ان سامانوں کی وجہ سے جو ہمیں میسر ہیں۔ بہت سی دوسری جماعتوں کی نسبت ہم زیادہ یقینی شہادت اس امر کے متعلق دے سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں عام طور پر لوگ اس وقت اپنی موجودہ حالت پر مطمئن نہیں۔ اور اطمینان صرف سطحی ہے۔ اور یہ حالت صرف اس قابل ہے۔ کہ فوراً اس کا علاج کیا جائے۔ ورنہ ایک دور اندیش نگاہ اس حالت میں آنے والے نہایت سخت خطرناک تغیرات کو دیکھتی ہے"

ان الفاظ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہم نے جو کانگریس مسلم لیگ کے مطالبات سے اپنا اتفاق ظاہر نہیں کیا۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ ہم ہندوستان میں اصلاحات کئے جانے کے خلاف ہیں۔ اور ان کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ مطالبات اہل ہند کے لئے موجودہ حالت میں نہ صرف نفع رساں نہیں سمجھتے۔ بلکہ سخت نقصان دہ خیال کرتے ہیں۔ ہاں فائدہ بخش اور مفید اصلاحات کے ہم دل سے خواہشمند ہیں۔ اور ان کی بہت بڑی ضرورت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے صرف ضرورت پر ہی زور دینے کو کافی نہ سمجھا۔ بلکہ موجودہ سیاسی بے چینی کے اسباب بتلا کر ان کے دور کرنے کے لئے تجاویز بھی پیش کیں۔ جن کے متعلق یہ دیکھ کر ہمیں بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ اصلاحی رپورٹ کے تیار کرنے میں ہماری پیش کردہ وجوہات بے چینی اور ان کے ازالہ کی تجاویز کا ایک بڑی حد تک خیال رکھا گیا ہے۔

ہمارے بیان کردہ موجودہ سیاسی بے چینی کے اسباب اور ان سے اصلاحی رپورٹ میں اتفاق

مثلاً ہم نے اہل ہند کی موجودہ بے چینی اور شکایات کی پہلی اور سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی تھی۔ کہ :-

"ایک عام اور روزانہ بڑھنے والی شکایت کہ گو عدل و انصاف میں انگریز افسران اپنی نظیر آپ ہیں۔ اور بہت کم ہوتا ہے کہ وہ کسی کی جان بوجھ کر ناجائز طرفداری کریں۔ مگر ان میں سے بعض کا معاملہ دیسیوں کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا۔ اور وہ ان کے احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر گالی دے دینا یا سختی سے کلام کرنا یا بے توجگی کرنا۔ ایک عام شکایت ہے۔ جو اندر ہی اندر عوام کے دل میں بے اطمینانی پیدا کر رہی ہے"

اسی امر پر دوسرے الفاظ میں اس طرح روشنی ڈالی تھی کہ

"انسانی انتظام کامل سے کامل بھی ہو تو بھی اپنے اندر کچھ کمزوریاں رکھتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے اس زریں اصول کے نتیجہ میں۔ کہ افسر کچھ عرصہ کے بعد دوسرے علاقہ میں تبدیل کر دیئے جائیں۔ یہ افسر تمام صوبے میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور تمام علاقوں میں ان کے باعث بے چینی پھیلتی رہتی ہے۔ اور ہندوستانیوں کا یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ سختی کو برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی حقارت اور ہتک ان کے دلوں کو حقارت اور نفرت سے پر کر دیتی ہے"

بے چینی اور شورش کی اس وجہ کا رپورٹ میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے :-

"اگر ایسے ہندوستانی بھی ہیں جو چاہتے ہیں کہ ہندوستان سلطنت برطانیہ سے جدا ہو جائے اور انگریزی افسروں اور تاجروں سے رہائی پائے تو ہمیں یقیناً ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس کی بھاری وجہ یہ ہے انگریز ہندوستانی کو اپنا برابر نہیں سمجھتا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ بہت ہی چھوٹے بیج پھوٹ کر سیاسی مصیبت کی ایک بڑی فصل بن جاتے ہیں۔ ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں خاص اس وقت جبکہ ہندوستان اپنی ترقی کے شاہراہ پر قدم مار رہا ہے۔ کہ ہر ایک انگریز مرد اور عورت کا یہ فرض منصبی ہے۔ کہ بد اخلاقی کی سخت غلطی اور الزام سے بچے"

رپورٹ کے مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ ہماری پیش کردہ وجہ شکایت کو تسلیم کر کے بہت کھلے الفاظ میں اس کے دور کرنے پر زور دیا گیا ہے

اہل ہند کی سیاسی بے چینی کی دوسری وجہ ہم نے یہ پیش کی تھی۔ کہ

"وہ امتیازی سلوک جو انگریزوں اور دیسیوں میں کیا جاتا ہے۔ وہ بھی اضطراب کا بہت بڑا باعث ہے۔ ریلوں میں خاص کمرے یوروپین کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں۔ قانون اسلحہ میں دیسی اور یوروپین میں امتیاز رکھا جاتا ہے۔ نوآبادیوں میں ہندوستانیوں سے بدسلوکی کی جاتی ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ہندوستان میں نوآبادی کے رہنے والوں کو خود ہندوستانیوں سے بھی زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ اس کا اثر بھی درحقیقت زیادہ تر عام آبادی پر پڑتا ہے۔ کیونکہ نوآبادیوں میں جانے والے عام طور پر عوام ہیں۔ (نہ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ) جب کسی یوروپین

کے ہاتھ سے کوئی دیسی مارا جاتا ہے - تو اس کا مقدمہ جیوری کے ذریعہ سے - جو اس کے ہموطنوں کی ہوتی ہے - سماعت کیا جاتا ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے قریباً تمام مقدمات ایک یا دوسرے عذر پر بالکل خراب کر دیئے جاتے ہیں - یا صرف نام کے طور پر ہلکی سی قید یا جرمانہ کر دیا جاتا ہے - ایسا ہی اور بہت سے معاملات ہیں جن میں امتیاز رکھا جاتا ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ عوام میں اور بے چینی پھیلتی ہے - وہ وفادار ہیں - کیونکہ قدیم روایات کے ماتحت وہ اپنے افسروں کی وفاداری کو اپنا فرض سمجھتے ہیں - مگر ان کی بے چینی میں کوئی شبہ نہیں وہ اپنی موجودہ حالت پر قانع نہیں - پس ان امتیازات کو مٹا یا جائے - اور جو سلوک یورپین سے کیا جاتا ہے - وہی ہندوستانیوں سے کیا جاوے - یا تو یورپین کے لئے بھی وہی قیود رکھی جاویں - جو ہندوستانیوں کے لئے ہیں ہندوستانیوں سے بھی وہ قیدیں دور کر دی جاویں "

مندرجہ بالا شکایت کو رپورٹ میں بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے کہ :-

" ہندوستانی افسروں کا عملہ جدا ہے اور انگریز افسروں کا جدا - اور اعلیٰ سے اعلیٰ تجربہ کار ہندوستانی افسر کا عہدہ ادنیٰ سے ادنیٰ انگریز افسر کے عہدہ سے نیچے ہوتا ہے - یہ خاص تفریق جنگ کے شروع ہونے پر لازماً نمایا طور پر ظاہر ہو گئی اسی قسم کی دوسری شکایت جس کا عام طور پر بہت ہی احساس ہوا اس وقت پیدا ہوئی جبکہ لوگوں میں سفر کی عادت بڑھتی گئی - اور وہ یہ تھی کہ غیر ممالک میں آباد ہونے کے قواعد میں ایشیائی لوگوں کے برخلاف فرق روا رکھا گیا اور بعض ممالک کی میونی سپلٹیوں نے بھی اپنے قواعد میں اُن کے برخلاف کارروائی کی "

انگریزوں اور ہندوستانیوں میں امتیازی سلوک کرنے کو پیش کرتے ہوئے - ہم نے ایک بہت بڑا امتیاز یہ بھی دکھایا تھا - کہ

" ان امتیازات میں سے سب سے صریح امتیاز قانون اسلحہ کا امتیاز ہے - ہندوستانیوں کے لئے بعض قسم کے سوٹے - چھریوں - ہوائی بندوقوں تک رکھنے کی اجازت نہیں "

اس کا تذکرہ رپورٹ میں حسب ذیل طریق پر کیا گیا ہے - کہ :-

" شکایت کی پہلی وجہ یہ ہے - کہ قانون اسلحہ میں ہر یورپین انگریز کو ہر اہل ہند پر اس بات میں ترجیح دی گئی ہے - کہ وہ بغیر لائسنس معمولی اسلحہ جات و بارود رکھنے کا مجاز ہے - حالانکہ یہ حق عام ہندوستانی کو نہیں دیا گیا "

اس سے ظاہر ہے - کہ قانون اسلحہ کے متعلق جو نقص ہم نے پیش کیا تھا اسے تسلیم کر لیا گیا ہے

ہماری اصلاحی تجاویز کا اصلاحی رپورٹ میں ذکر

ہم نے اور اصلاحی تجاویز جو پیش کی تھیں - ان پر بھی پوری توجہ کی گئی ہے - مثلاً ہم نے لکھا تھا - کہ

" ۱ - تمام بڑے صوبوں میں جہاں اب تک گورنر مقرر نہیں ہیں - گورنر مقرر کئے جائیں - لیکن ہمارے نزدیک بہتر ہے - کہ گو صوبجات کے افسران اعلیٰ کو گورنری کے درجہ پر فائز کیا جائے مگر یہ بات لازمی نہ ہو کہ وہ انڈین سول سروس کے ممبروں میں سے نہ ہوں - بلکہ انڈین سول سروس کے تجربہ کار ممبروں کو یہ موقعہ دیا جانا چاہیئے - کہ وہ بھی ان عہدوں پر مامور ہو سکیں "

اس کے متعلق رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ :-

" نظام حکومت کے لئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے - کہ تمام صوبجات میں ایک گورنر ہو - جس کے ساتھ ایک انتظامی کونسل بھی مقرر کی جائے "

پھر جیسا کہ ہم نے لکھا تھا - کہ بعض صیغے ہندوستانیوں کی زیر نگرانی رہیں - رپورٹ میں ان صیغوں کو ہندوستانیوں کے سپرد کرنے کی تجویز کی گئی ہے - نیز ہمارے مطالبہ کے مطابق صنعت و حرفت میں گورنمنٹ کی امداد کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا ہے - اور چھوٹی جماعتوں کی حفاظت کے لئے بعض ممبریاں کو مخصوص کرنے کی تجویز کی گئی ہے -

اس کے علاوہ ہم نے جو مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی تھیں کہ

" (۱) تمام وہ امتیازات جو یورپین کو نسلی طور پر ہندوستانیوں کے مقابلہ میں حاصل ہیں - ان کو موقوف کیا جائے "

" (۲) پولیس اور انڈین سول سروس میں بہ لحاظ حالات موجودہ مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ $\frac{1}{2}$ سے $\frac{1}{3}$ تک تعداد ہندوستانیوں کی ہو "

(۳) چونکہ جو کوئی سکیم بھی اختیار کی گئی - اس کا نفاذ آہستگی کے ساتھ ہوگا - اور اس کے تجویز کرنے میں بھی احتیاط کی جاویگی - کہ کہیں کوئی ایسا تغیر نہ ہو جاوے جس سے انتظام میں نقص پیدا ہو - اس لئے ہم یہ بھی تجویز کرتے ہیں - کہ گورنمنٹ اصلاحی سکیم کا فیصلہ کرتے وقت یہ بھی فیصلہ فرما دے - کہ ہر دس سال کے بعد ہندوستان میں اصلاحوں کے سوال پر پھر غور کی جاویگی - تاکہ اُن لوگوں کو جن کی خواہشات بر نہ آویں یہ کہہ کر لوگوں میں جوش پھیلانے کا موقعہ نہ ملے کہ آئندہ کے لئے اصلاحوں کا ایک غیر معین وقت تک کے لئے دروازہ بند کر دیا گیا ہے "

ان کے متعلق رپورٹ میں جو کچھ لکھا گیا - اس کا خلاصہ یہ ہے - کہ

" امپیریل گورنمنٹ نے جس پالسی کا اظہار حکومت ہند کے متعلق کیا ہے - اس میں سب سے مہتم بالشان امر ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ " ہندوستانیوں کو ہر ایک شعبہ انتظامیہ میں زیادہ دخل دیا جائے " حکومت کے نظام ترکیبی کی خواہ کوئی سی صورت ہو لیکن انتظام کا کل کام تربیت یافتہ عہدیداروں کے ذریعہ سے ہونا چاہیے - اس لئے رپورٹ میں تجویز

پیش کی گئی ہے۔ کہ (۱) نوم ولمت کے تمام قیود و حدود کو توڑ دینا چاہیئے اور ملازمت کے ہر شعبہ کے لئے ہندوستان میں ہی بھرتی کی جاوے۔

(۲) اور ہندوستان میں تقرر شدہ سول سروس کے لئے تناسب فی صدی ۳۳ ہونا چاہیئے۔ جس میں دس سال تک ہر سال ڈیڑھ فی صدی کا اضافہ ہوتے رہنا چاہیئے۔ دس سال کے اختتام پر سارے مسئلہ پر دوبارہ غور کی جائیگی"

اس آخری تجویز کے جواز کے متعلق وہی دلیل دیگئی ہے۔ جو ہم نے اپنے ایڈریس میں دس سال کے بعد اصلاحات کی سکیم پر از سر نو غور کرنے کے متعلق دی تھی۔ جو کہ اوپر درج ہے۔

مذکورہ بالا بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ حضور وائسرائے ہند اور وزیر ہند کی رپورٹ میں بہت سی اصلاحات کی بنیاد ہمارے ایڈریس پر رکھی گئی ہے۔ اور ہمارے پیش کردہ امور اور تجاویز کو خاص وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔

اصلاحی رپورٹ کی بنا

بعض اخبارات نے اصلاحی رپورٹ کو اس جائنٹ ایڈریس پر مبنی قرار دیا ہے۔ جو انگریزوں اور ہندوستانیوں کے ایک مشترکہ وفد نے پیش کیا تھا۔ اگرچہ اس رپورٹ میں بعض وہ باتیں بھی قبول کی گئی ہیں۔ جو مسٹر کرٹس کی تیار کردہ سکیم میں ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ ہمارے اور اس ایڈریس میں سے کونسا پہلے حضور وزیر ہند اور حضور وائسرائے کے سامنے پڑھا گیا۔ اور کونسا پہلے شائع ہوا۔ مسٹر کرٹس کا تیار کردہ ایڈریس ہمارے ایڈریس کے تیار اور شائع ہونے کے قریبًا دس پندرہ دن بعد تیار اور شائع ہوا ہے۔ اور پھر جب کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس ایڈریس کی بعض ان تجاویز .... کو جو ہم میں۔ اور ان میں مشترک تھیں۔ انھوں نے جس طریق سے پیش کیا تھا۔ اسے حضور وزیر ہند اور حضور وائسرائے ہند نے رد کر دیا ہے۔ اور ہمارے بیان کردہ طریق کے مطابق رکھا ہے۔ تو صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اصلاحی رپورٹ کی زیادہ تر بنیاد ہمارے ہی ایڈریس پر رکھی گئی ہے۔

اس کے متعلق مفصل ہم انشاء اللہ پھر لکھینگے۔ اور ان نقائص کے متعلق بھی کچھ بیان کریں گے۔ جو ہمارے نزدیک اصلاحی رپورٹ میں پائے جاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ اور سیاست

لیکن جو کچھ ہم نے لکھا ہے اور اپنے ایڈریس کے ساتھ رپورٹ کی جو مطابقت دکھائی ہے اس سے یہ بات تو صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ ہماری جماعت اگرچہ سیاست کو اپنے اصلی اغراض و مقاصد سے الگ سمجھ کر اس میں دخل نہیں دیتی۔ لیکن سیاسیات سے ناواقف نہیں ہے۔ بلکہ بہت صحیح اور پوری پوری واقفیت رکھتی ہے۔

"ستیارتھ پرکاش" کی غیر وفادارانہ تعلیم کا ہمیں کیوں فکر ہے؟

ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کی غیر وفادارانہ تعلیم کے متعلق جو مضامین لکھے ہیں۔ اور اس کے اصل حوالوں سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کے خلاف نہایت خطرناک اور فتنہ انگیز تعلیم دیگئی ہے۔ آریہ اخبارات اس کا تو کوئی جواب نہیں دے سکے اور نہ دے سکتے ہیں۔ البتہ ہم پر سوقیانہ آوازے کسنے شروع کر دیئے ہیں چنانچہ آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ

"مرزائی فرقہ آج کل یہ شور برپا کر رہا ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کر دیا جاوے کیوں؟ اس لئے کہ وہ بغاوت پھیلاتا ہے۔ اور انگریزوں کے برخلاف نفرت پیدا کرتا ہے۔ اور مرزائی فرقہ کو اس بات کا بڑا فکر ہے۔ کہ کہیں انگریزی حکومت کو کمزوری نہ آجائے۔ اسی لئے یہ فرقہ اس فکر میں مرا جاتا ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" جلد ضبط ہو۔ مرزائی اخبارات "الفضل" "نور" "پیغام صلح" وغیرہ بڑے بڑے لمبے مضمون لکھ کر رو رہے ہیں۔ کہ خدا کے واسطے اسے ضبط کرو۔ ایسا نہ ہو کہ بغاوت پھیل جائے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یہ ماں سے زیادہ رونے والا فرقہ کس حیثیت سے واویلا مچا رہا ہے۔ ہم نے آجتک یہی سن رکھا ہے۔ کہ بچہ کے مرنے پر ماں سے زیادہ جو عورت روتی ہے۔ وہ کٹنی ہے"

خدا کی شان وہ "آریہ گزٹ" جس کے متعلق آریہ اخبارات کی بھی یہ رائے ہے۔ کہ "اس کا کوئی پرچہ ایسا نہیں ہوتا جس میں کسی نہ کسی اخبار کو کچھ صلواتیں نہ سنائی جاتی ہوں" ہمارے مضامین کو پڑھ کر ایسا سراسیمہ اور حواس باختہ ہو گیا ہے۔ کہ اپنے اس دل پسند شغل کو بھی بٹہ لگا رہا ہے۔ اور اس مشہور مثل کو "جو ماں سے زیادہ چاہے کٹنی کہلائے" کی اس طرح مٹی پلید کرتا ہے۔ کہ "بچہ کے مرنے پر ماں سے زیادہ جو عورت روتی ہے۔ وہ کٹنی ہے"۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اصل بات جس کے لئے "آریہ گزٹ" کو یہ مثل گھڑنی پڑی۔ اور جس نے اسے حیران کر رکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

مرزائی فرقہ جسے اس بات کا بڑا فکر ہے۔ کہ کہیں انگریزی حکومت کو کمزوری نہ آجائے۔

اس فکر میں مرا جاتا ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" جلد ضبط ہو۔ کس حیثیت سے واویلا مچا رہا ہے۔

اس کے متعلق ہم کھلے طور پر کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر "آریہ گزٹ" پر "ستیارتھ پرکاش" کی اس تعلیم کا پرتو نہ پڑا ہوتا۔ جو باغیانہ خیالات پیدا کرتی۔ اور غیر وفادارانہ جذبات کو ابھارتی ہے۔ تو وہ نہ ہمارے اس فکر پر کہ۔ کہیں انگریزی حکومت کو کمزوری نہ آجائے" "حیران" ہوتا۔ اور نہ ہی اسے یہ دریافت کرنے کی ضرورت پڑتی۔ کہ مرزائی فرقہ "ستیارتھ پرکاش" کی غیر وفادارانہ تعلیم کے خلاف "کس حیثیت سے واویلا مچا رہا ہے" کیونکہ ہر ایک اس شخص کا جو گورنمنٹ کی وفاداری کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہوئے ہے۔ فرض ہے اور نہایت ضروری فرض ہے۔ کہ اسے اس بات کا فکر ہو۔ کہ کہیں انگریزی حکومت کو کمزوری نہ آجائے" اور جن اسباب کو وہ کمزوری کا باعث سمجھتا ہو ان سے گورنمنٹ کو آگاہ اور مطلع کرے۔ پھر ہمارے اسی فعل پر "آریہ گزٹ" کے حیران ہونے کی سوائے اس کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے نزدیک کسی کو اس بات کا فکر نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کہیں انگریزی حکومت کو کمزوری نہ آجائے" جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ وہ باغیانہ اور غدارانہ خیالات اور اسباب۔ جن کی وجہ سے انگریزی حکومت کے کمزور ہونے کا خیال ہو سکتا ہے۔ ان کے دور کرنے کی کسی ہندوستانی کو کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ چاہیئے۔ تاکہ انگریزی حکومت کمزور ہو۔

اگرچہ گورنمنٹ انگریزی۔ ایسی عادل اور رعایا پرور حکومت کے متعلق اس قسم کے خیالات نہایت قابل افسوس اور لائق ملامت ہیں۔ لیکن "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم پر چلنے والے اخبار کی طرف سے ان کا اظہار کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہاں اگر اس کے برخلاف کہتا تو ضرور تعجب کا مقام تھا آریہ گزٹ کو ہمارے "ستیارتھ پرکاش" کی غیر وفادارانہ تعلیم کے خلاف آواز اٹھانے اور اس کی وجہ سے "گورنمنٹ انگریزی کو کمزوری" آجانے کے فکر پر ہرگز حیران نہ ہونا چاہیے۔

کیونکہ جہاں وہ "ستیارتھ پرکاش" پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے اس بات کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کہ اسے گورنمنٹ انگریزی کو کمزوری آجانے کا فکر ہو۔ اور وہ کمزور کرنے والی باتوں کے خلاف کوشش کرے وہاں ہم قرآن کریم کی تعلیم پر عامل ہونے کی وجہ سے۔ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ حکام وقت کو کمزور کرنے اور ضعف پہنچانے والے اسباب سے متنفر ہوں اور ان سے گورنمنٹ کو آگاہ کریں۔ اسی طرح جہاں آریہ گزٹ پنڈت دیانند صاحب کی تعلیم کے مطابق اپنی اور تمام آریوں کی بہتری اور بہبودی انگریزی حکومت کے کمزور ہونے میں سمجھتا ہے۔ وہاں ہم حضرت مرزا صاحب کے ارشاد اور احکام کے مطابق گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ اپنی ترقی اور اس کی کمزوری کو اپنے لئے نقصان دہ یقین کرتے ہیں۔ اب "آریہ گزٹ" ہی بتلائے کہ کیا ایسی صورت میں ہمارا فرض نہیں ہے۔ کہ ہمیں اس بات کا بڑا فکر ہو کہ "کہیں انگریزی حکومت کو کمزوری نہ آجائے" اگر ہے۔ اور یقیناً ہے۔ تو اس فکر کے اظہار پر اس کے لئے حیران ہونے کی کونسی وجہ ہے۔ اور کیوں اسے ہماری اس حیثیت سے ناواقفیت ہے۔ جس کے مطابق ہم "ستیارتھ پرکاش" کو غیر وفادارانہ تعلیم دینے والی کتاب سمجھ کر اسے ضبط کرنے کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلا رہے ہیں۔

"آریہ گزٹ" کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ہم شریعت اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے مطابق اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے خیال میں وہ اسباب جنہیں گورنمنٹ عالیہ کو کمزور کرنے یا نقصان پہنچانے والے سمجھیں ان کے انسداد کی ہر ممکن سعی اور کوشش کریں اور چونکہ ہمارے نزدیک "ستیارتھ پرکاش" بھی ایک ایسی ہی کتاب ہے۔ اس لئے اس کے ضبط کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے اس جواب سے آریہ گزٹ کی حیرانی دور ہو جائیگی۔ اور وہ سمجھ لیگا کہ ہم کس حیثیت سے "ستیارتھ پرکاش" کی غیر وفادارانہ تعلیم کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔

"آریہ گزٹ" کے خلاف "آریہ پترکا" کی شہادت

"آریہ گزٹ" نے "درشین" کے خلاف زور لگانے میں جس قدر خلاف بیانیوں سے کام لیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس نے لکھا تھا۔ کہ "اس کتاب کے متعلق قریباً سارے ہی آریہ وہندو پریس نے اپنا غم وغصہ ظاہر کیا اور ایک زبان ہو کر اسکی ضبطی کے لئے گورنمنٹ سے پرارتھنا کی" ان الفاظ میں جس قدر صداقت ہے۔ اسے ہم کسی گذشتہ پرچہ میں ظاہر کر چکے ہیں۔ اب اس کے متعلق "آریہ گزٹ" کے ساتھی "آریہ پترکا" کی شہادت پیش کرنا چاہیے۔ کہ وہ اس امر میں "آریہ گزٹ" سے کہاں تک متفق ہے لکھتا ہے "نہ معلوم پورانک (ہندو) اخبارات کے دلوں میں کیا سمائی ہے۔ کہ انھوں نے بھی ستیارتھ پرکاش" کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کر دی ہے۔ اور زہریلے مضامین لکھ رہے ہیں۔ کیا وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" مرزائی اخبارات یا ان کی کوشش سے ضبط ہو جائیگا۔ اگر ایسا خیال ہے تو منہ دھو رکھیں "ستیارتھ پرکاش" اس وقت تک ضبط نہیں ہو سکتا۔ جب تک دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ ضبط نہ ہو جائیں اس لئے ان کی روش نہایت ہی شرمناک ہے۔ اور جس قدر اس پر افسوس کیا جاوے تھوڑا ہے"

اب دیکھئے "آریہ گزٹ" تو کہتا ہے۔ کہ سارے ہندو پریس نے آریہ پریس کے ساتھ یک زبان ہو کر "درشین" کے خلاف گورنمنٹ سے پرارتھنا کی ہے۔ لیکن "آریہ پترکا" ہندو اخبارات پر افسوس کرتا ہے۔ کہ انھوں نے "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے متعلق کیوں لکھنا شروع کر دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہندو اخبارات نے نہ صرف یہ کہ "درشین" کے خلاف نہیں لکھا بلکہ ستیارتھ پرکاش کے خلاف لکھ رہی ہیں۔ اب "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" خود فیصلہ کر لیں۔ کہ کس کی بات درست

خطبہ جمعہ

اپنی اصلاح کرو

از مولٰنا سید محمد سرور شاہ صاحب

(مورخہ ۵ - جولائی ۱۹۱۸ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ تو آپ بارہا سن چکے ہیں - نہ صرف حضرت مسیح موعود کی زبان وحی ترجمان سے - بلکہ اسی ممبر پر حضرت خلیفہ اول پھر حضرت خلیفہ ثانی کی زبانی - پھر دوسرے لوگوں سے بھی - کہ الحمد شریف ایسی جامع سورت ہے کہ جو مضامین قرآن میں مفصل ہیں - ان کا کچھ نہ کچھ حصہ اشارۃً یا صراحتًا اس صورت میں آیا ہے - اور یہ سورۃ بڑی بڑی ہدایتوں پر مشتمل ہے - جن میں سے ایک یہ بھی ہے - کہ اگر دوسرا کوئی سزا دیتا ہے - تو کہا جاتا ہے - کہ تکلیف پہنچاتا ہے - ظالم ہے - اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ لوگوں کی طبیعت میں اس کی نسبت نفرت پیدا ہو جاتی ہے - لیکن اس صورت میں بتایا ہے - کہ خدا سے بھی سزائیں آتی ہیں - مگر خدا رب العالمین ہے - ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا - ہمارے بزرگوں کا کوئی حق نہیں - اس نے پیدا کیا اور ساری مخلوق سے اشرف بنایا - ہم میں ایسے قویٰ رکھے جن سے ہماری زندگی کا قیام ہے - اور یہ سب کچھ بغیر کسی ہمارے استحقاق کے ہے - اس پر جب غور کیا جاتا ہے - تو صاف نظر آتا ہے - کہ جیسا کہ ربوبیت رحمانیت رحیمیت کے ذریعہ اپنا کام کرتی ہے - ویسے ہی اس کی ربوبیت مالک یوم الدین کو چاہتی ہے -

جزا اور سزا کا کیا مطلب ہے - سو یاد رکھنا چاہئے کہ کچھ جزا اور سزا اس دنیا میں بھی ہو جاتی ہے -

لیکن اصلی سزا اور جزا جس جہان میں آئیگی - وہ آگے آئیگا - اس جہان میں جو سزا دیگا - اس لئے نہیں دیگا کہ اس کو غصہ ہے - یا وہ چڑچڑا ہے - بلکہ اس لئے کہ وہ جہان پاک ہے - پس انسان کو پاک بنانے کے لیے سزا کا دینا ضروری ہوگا -

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں - کہ جن لوگوں کی صحت اچھی نہیں ہوتی - اور وہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے - مثلاً کسی کا معدہ اچھا نہیں - وہ کوئی چیز کھائے - تو ہضم نہیں کر سکتا - اس کے پیٹ میں درد ہو جائیگا - ایسے آدمی کو کیسے ان نعمتوں سے مستفید ہونے کے قابل بنایا جائے اسی طرح کہ جو اس کے مہربان ہونگے وہ کسی طبیب کے پاس اس کو لے جائیں گے - اور وہ جو علاج اس کے لئے تجویز کریگا - وہ اسے استعمال کرکے تندرستی حاصل کریگا - یا کوئی نادان بچہ ہو جو دوائی نہ پئے تو اس کو زبردستی دوائی پلائی جائیگی - وہ بچہ تو ناک چڑھائیگا - چیخے گا - لیکن جو اس پر مہربان ہیں ضرور اس کو پلائیں گے - کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس بچہ کی بہتری اسی کڑوی دوا میں ہے - ڈاکٹر لوگ اپریشن کرتے وقت جسم کو کاٹ ڈالتے ہیں تکلیف بھی ہوتی ہے - لیکن چونکہ اس کا فائدہ اسی میں ہے کہ اعضاء کو کاٹا اور جسم کو پھاڑا جائے - اس لئے ان کا ہاتھ نہیں رکیگا -

پس اس سورت میں رحمٰن و رحیم کا ذکر کرنا بتلاتا ہے - کہ خدا جو آخرت میں سزا دیگا - وہ اس لئے نہیں کہ چڑچڑا ہے - بلکہ وہ رحمان و رحیم ہے اسواسطے اس نے جزا و سزا کا دن رکھا ہے - کہ عاقبت میں ایک ایسا محل ہے - جو خدا کی رضا کے حاصل کرنے والوں کے لئے ہوگا - اور جس میں تمام قسم کی نعمتیں ہونگی جو انسان کے خیال میں آ سکتی ہیں - بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس میں کسی قسم کی کبیدگی اور بیماری اور خرابی نہیں ہوگی - جو وہاں ایک دفعہ داخل ہوگا اس پر خدا ناراض نہیں ہوگا - اس میں دائمی خوشی ہوگی - وہی جنت ہے - جو لوگ برے عقیدے رکھتے ہیں - یا خدا کے قائل نہیں - یا قائل تو ہیں - مگر اس کی ذات - یا صفات یا علم یا قدرت وغیرہ میں کسی اور شخص کو یا چیز کو داخل کرتے ہیں - یا ہیں تو موحد مگر عملی طور پر بعض یا اکثر خرابیاں ان میں پائی جاتی ہیں جن سے خدا نے منع فرمایا ہے - وغیرہ - ایسے لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائیگا وہ مقام ایسا خطرناک ہے - کہ انسان اس کا تصور تک نہیں کر سکتا - حدیث شریف میں آیا ہے - کہ اس میں طرح طرح کے عذاب ہونگے سانپ اور بچھو ہونگے - پیاس میں پانی کی بجائے پیپ ملیگی - جس طرح جنت میں دکھ دینے والی چیز نہ ہوگی - اسی طرح جہنم میں کوئی سکھ پہنچانیوالی چیز نہیں ہوگی - جس طرح جنت جیسی عمدہ جگہ نہیں اسی طرح دوزخ جیسی بری جگہ نہیں -

لیکن مہربان خدا نے جہنم کس واسطے بنایا ہے ؟ اس واسطے نہیں - کہ انسان کو دکھ دے بلکہ یہ اس لئے بنایا کہ وہ رحمٰن و رحیم ہے - اس نے چاہا کہ انسان پر میں نے طرح طرح کے انعام کئے ہیں مگر اس نے اپنے آپ کو ان انعامات کا اہل نہیں ثابت کیا - اور خراب کر لیا - میں نے جو ایک جنت بڑا انعام اس کے لئے پیدا کیا تھا - یہ بوجہ اپنی خرابی کے اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہے اور اپنی نادانی سے اپنے آپ کو بیمار کر چکا ہے - جیسا کہ دنیا میں کوئی شخص اپنے معدہ کو خراب کرے - اگر وہ کوئی عمدہ مگر ثقیل غذا کھائے تو اس کے پیٹ میں درد ہو جائیگا - ایسا ہی یہ بھی اپنے آپ کو بیمار کر چکا ہے جس طرح اس دنیا میں خطرناک طریق پر علاج کیا جاتا ہے - تاکہ وہ شخص نعمت سے فائدہ اٹھائے اسی طرح وہاں بھی علاج ہوگا - اور اس خطرناک طریق پر ہوگا - کہ جس کی کوئی انتہا نہیں - تاکہ اس کو جنت کے نعم سے مستفید ہونے کے قابل بنایا جائے -

یہ دنیا اس لئے ہے - کہ ہم اپنے آپ کو اپنے اعمال کے لحاظ سے اس انعام کا اہل بنائیں - اگر یہاں اہل ثابت نہیں کریں گے - تو ہمارا سختی سے علاج کیا

جا[illegible]- اللہ پھر وہ ہمیں اپنے فضل سے اس جنت میں داخل کرے گا۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ کہ جو بدقسمت اپنے اعمال کے لحاظ سے اس قابل نہیں ہونگے۔ کہ ان کو جنت میں داخل کیا جائے۔ ان کی کیا حالت ہو گی لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ کہ وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ گذر جائے۔ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ اونٹ اپنی موجودہ شکل و صورت میں تو سوئی کے ناکے میں سے نہیں گذر سکتا۔ اس کا ایک ہی طریق ہے کہ اس کی موجودہ شکل بدل کر باریک تار کی طرح کر دیا جائے۔ اسی طرح جب تمہاری موجودہ شکل کو عذابوں سے بدل دیا جائیگا تو تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

وہ آگ جو ہو گی اس آگ سے کہیں زیادہ سخت اور شدید ہو گی۔ یہاں کسی شخص کا ہاتھ آگ میں پڑ جائے تو جو حال ہو گا۔ وہ ظاہر ہے۔ پس اس آگ میں جو بدقسمت ڈالے جائیں گے۔ ان کا کیا حال ہو گا۔ پھر قرآن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہاں موت نہیں ہو گی۔ پس جو کچھ انسان پر گذریگا وہ ظاہر ہے۔ یقیناً انسان کی ویسی حالت ہو جائیگی۔ جیسی کہ اونٹ کو سوئی کے ناکے میں سے گذارنے کے لئے ضروری ہے۔ خدا نے اس کا فلسفہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ کیوں عذاب دیا جائیگا۔ خدا تعالےٰ کوئی چڑچڑے مزاج کا نہیں کہ اس کو تکلیف دیکر مزا آتا ہے۔ وہ تو اپنے بندوں کو آرام اور راحت پہنچانا چاہتا ہے۔ لیکن جب بندے ان انعامات کے اہل نہ ہوں۔ تو اس کا فضل ان کو محروم نہیں رکھنا چاہتا۔ پس ان انعامات کے قابل بنانے کے لئے بطور علاج جہنم میں ڈال دے گا۔

وہ جگہ نہایت خطرناک جگہ ہو گی۔ انسان وہاں سے بھاگیں گے۔ مگر بھاگ نہیں سکینگے۔ کمال اتر جائیگی۔ پھر پچھے ہو جائیں گے چھنیں ہونگی۔ مگر خدا تعالیٰ جو حقیقی رحمان اور رحیم ہے۔ وہاں رکھیگا۔ تا علاج ہو جائے۔

اب ایک شریف آدمی کے لئے قابل غور ہے۔ کہ وہاں ایک طرف تو اس قدر انعامات ہیں۔ اور دوسری طرف اس قدر تکالیف۔ اس تکلیف کے مقابلہ میں عمل کو دیکھا جائے۔ پانچ نمازیں ہیں۔ یا روزے۔ اور اسی طرح کے کچھ اور اعمال۔ اگر ہم عمل نہیں کریں گے۔ تو دوزخ میں پڑیں گے۔ پس انسان کے لئے بہتر ہے کہ وہ زبانی دعووں کو چھوڑ دے۔ اور عمل میں ترقی کرے میں نے بتایا ہے۔ کہ ایک مالک یوم الدین کا نظارہ دنیا میں بھی دکھاتا ہے۔ بدی کرنے والوں کو یہاں بھی سزا دیتا ہے۔ اور اس سزا کا بڑا نشان خدا کا رسول ہوتا ہے۔ جب عام طور پر کسی قوم پر عذاب آئے۔ تو وہ وقت بہت خطرناک ہوتا ہے۔

میں نے پچھلے خطبوں میں بتایا تھا۔ کہ انبیا کی قوموں پر دو طرح کے عذاب آتے ہیں۔ اول تو اس طرح کہ وہ دینوی ترقی جس کا ان کے ساتھ وعدہ ہوتا ہے۔ بوجہ ان کی بداعمالی کے ان کو حاصل نہیں ہوتی۔ ان میں موت کثرت سے پھیل جاتی ہے۔ تھوڑی مدت میں وہ مٹ جاتے ہیں۔ دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ نعمت تو مل جاتی ہے مگر تھوڑے عرصہ کے بعد بداعمالیوں کی وجہ سے چھین لی جاتی ہے۔ اس عذاب کا منشا کیا ہوتا ہے۔ یہی لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ۔ کہ وہ تضرع اختیار کریں۔ جب وہ سمجھ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے انعامات کے وارث ہو جاتے ہیں۔ جس زمانہ تک ان کی اچھی حالت رہتی ہے۔ وہ قومی طور پر زندہ رہتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ کہ اگر تم نیکی کرو گے يُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وقت مقرر تک تم کو مہلت دی جائیگی۔

پہلے انبیاء کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ طریق تھا کہ جب اس شہر کو عذاب دینا چاہتا تھا جس میں وہ نبی ہوتے تھے۔ تو ان کو شہر سے باہر بھیج دیتا تھا۔ جب وہ باہر چلے جاتے تھے۔ تو اس شہر پر عذاب آ جاتا تھا۔

ہمارے نبی کریم کی امت کو ایک ہی وقت عذاب نہیں دیا۔ ہاں جب قیامت آئیگی۔ تو سب پر فنا آ جائیگی۔ اور اس وقت تمام اشرار ہی ہونگے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ہاں تو امت محمدیہ میں اگر عذاب آیا ہے۔ تو کسی خاص حصہ پر آیا ہے تو گویا وہ حصہ دوسرے انبیاء میں سے ایک نبی کی قوم کا قائم مقام ہوتا ہے۔ ہم لوگ جو قادیان میں ہیں۔ ہماری بعینہ وہی حالت ہے۔ جو پہلی امتوں کی ہوتی رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہم میں خدا کا نبی مسیح موعود تھا مسیح موعود کے فوت ہونے کے بعد آپ کے خلفا رہیں۔ انبیاء کے جانشین بھی اسی حکم میں ہوتے ہیں۔ لیکن اب قادیان میں خلیفہ بھی نہیں ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ مولوی صوفیوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ لیکن میری یہ حالت نہیں مجھے صوفیوں کی کتب کا خاص مذاق ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ جب سے حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہوئے ہیں تب سے میرے دل میں یہ خیال بڑی مضبوطی کے ساتھ جم گیا ہے۔ کہ حضور کی یہ بیماری ہماری غفلتوں کی تنبیہ ہے۔ اندیشہ رہتا ہے۔ کہ ہم پر کوئی عذاب نہ آ جائے۔ یہ بات میں ملہم ہونے کی حیثیت سے نہیں کہتا۔ کیونکہ مجھکو ملہم ہونے کا دعوےٰ نہیں۔ بلکہ میرا ایک خیال اور ذوق ہے۔ جنگ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھاٹی پر ایک دستہ کھڑا کیا۔ اور سمجھایا کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم ہرگز یہاں سے نہ ٹلنا۔ جب تک کہ میں تمھیں نہ بلاؤں جب مسلمانوں کو فتح ہو گئی تو مسلمان غنیمت کا مال جمع کرنے لگے۔ نبی کریم نے جن کو پہاڑی پر کھڑا کیا تھا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم بھی نیچے اترتے ہیں۔ افسر نے روکا۔ لیکن نہ رکے۔ صرف چند شخص وہاں رہ گئے۔ خالد جو بعد میں مسلمانوں کے

عظیم الشان سپاہ لا رہے ہوئے۔ اس وقت کفار میں سے وہ جو ادھر آئے اور وہاں پر تھوڑے سے آدمیوں کو دیکھا۔ تو آگے بڑھے۔ اور ان کو قتل کر کے مسلمانوں پر جو مال غنیمت جمع کر رہے تھے۔ حملہ کر دیا۔ اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔ مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے اور بعض مدینہ تک بھی چلے گئے۔ ایک بدقسمت نے آنحضرت کے پتھر مارا۔ حضور کے ایک دانت کو ضرب آئی۔ اور خود کی کڑیاں چہرہ میں گڑ گئیں۔ اور خون جاری ہو گیا مشہور ہو گیا کہ حضور شہید ہو گئے۔ مگر ایک صحابی نے دیکھ لیا۔ اور زور سے مسلمانوں کو آواز دی۔ مسلمان پلٹ پڑے۔ اور کفار پر حملہ کیا۔ کفار بھاگ گئے۔ آخری فتح مسلمانوں کو ہوئی۔

اس مقام پر صوفیوں نے لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چشم زخم پہنچا وہ مسلمانوں کی نافرمانی کی وجہ سے تھا۔ جو ان سے ظاہر ہوئی۔ اور گویا اس طریق پر متنبہ کیا گیا تھا۔ کہ اگر تم اپنی بہتری کے لئے اپنی اصلاح کی فکر نہیں کرتے۔ اور باوجود دکھ اٹھانے کے تبدیلی پیدا کرنے کا جوش نہیں پاتے۔ تو اتنا خیال تو کرو کہ تمہاری لغزشوں کی وجہ سے۔ اسے جو تمام دنیا و مافیہا سے تمہیں محبوب ہے اور جس کی خاطر تم اپنے اقربا۔ اپنے وطن سے جدا ہوئے تکلیف پہنچتی ہے۔ پس اس شرم ہی سے اپنے اندر اطاعت کی روح پیدا کرو۔ اور نافرمانیوں سے بچو۔

اسی طرح جب سے حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہوئے ہیں۔ میرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہے۔ کہ یہ ہماری بداعمالی کا نتیجہ ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح قادیان سے باہر ہیں۔ آپ رسول نہیں رسول کے جانشین ہیں۔ تاہم مجھے یہ خوف لگا رہتا ہے۔ کہ جیسا کہ گذشتہ نبیوں کے چلے جانے کے بعد شہروں پر عذاب آیا۔ ہم پر بھی کوئی تنبیہ نہ آجائے۔ قادیان میں اکثر دوستوں کو منذر خوابیں بھی اس قسم کی آئی ہیں۔

میں کسی کی مذمت نہیں کرتا۔ لیکن غور کا مقام ہے کہ ماہ رمضان میں اگر قادیان کی یہی حالت رہے جیسی اب تک سر لاہور میں عام طور سے دیکھی جاتی ہے۔ اور کوئی نمایاں فرق نہ ہو۔ یعنی روزوں کی اصل غرض حاصل نہ ہو۔ لڑائی جھگڑے وغیرہ مکروہات سے پورے طور سے نہ بچتے رہیں۔ تو پھر ہمارا اصل مقصد کیونکر پورا ہو سکتا ہے

میں کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرتا۔ سب کا معاملہ خدا سے ہے۔ جب کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا اس قدر ضعیف ہو جس کی انتہا نہیں۔ اس کے لئے روزہ فرض نہیں۔ وہ نہ رکھے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر ایک کا معاملہ براہ راست خدا کے ساتھ ہے۔ کسی مولوی کا فتویٰ کام نہ دیگا۔

پس میں اپنے دوستوں کی خدمت میں منت کرتا ہوں کہ مہینہ تو سارا گذر گیا چار پانچ دن رہ گئے ہیں۔ ان کو ضائع نہ کریں۔ روزے اور عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ اگر خدا کا عذاب آیا تو ہماری حالت تو نہایت نازک ہے۔ دیکھو جن کے پاس بڑے بڑے ساز و سامان ہیں۔ ان کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ تو ہم بے سروسامان کیا کر سکتے ہیں۔

پس خدا کی نافرمانی سے ڈرو اور عذاب جو آنے والا ہے۔ اس کا خوف کرو۔ اور خدا کے لئے رمضان جو کہ برکات کا مہینہ ہے اس سے برکتیں حاصل کرو۔ ہمارا کام تو فتویٰ دینا ہے۔ جو شخص جیسی حالت بیان کریگا۔ فتویٰ دیدیا جائیگا۔ مگر مفتی نیتوں کا ذمہ دار نہیں۔ اس کا معاملہ خدا سے ہے۔ پس اگر کوئی شخص ہمارے فتوے پر بھروسہ کرتا ہے۔ غلطی کرتا ہے اس کو خدا کے حضور جواب دینا ہوگا۔ دعا کرو کہ ہم سچے مسلمان بنجائیں۔ خدا کے انعام لینے والے ہوں عذاب لینے والے نہ ہوں۔ آمین۔

چیلنج

جناب مولوی محمد ہاشم صاحب کانپوری جواب دیں

جناب مولانا آپ نے فرمایا تھا۔ "احمدی جو وفات مسیح کے قائل ہیں وہ ایک موافق عادت امر کے قائل ہیں۔ اور ہم جو کہ حیات مسیح کے قائل ہیں یعنی حیات مسیح وہ ایک خلاف عادت امر ہے۔ لہذا ہم پر فرض ہے کہ ہم حیات مسیح کے دلائل بیان کریں"۔ نیز جناب نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ "میں نے حیات کے ایسے دلائل مہیا کئے ہیں جن سے بہتر دلائل نہیں ہو سکتے"۔ ان دلائل کے سنانے کا جناب نے مجھ سے وعدہ بھی فرمایا تھا۔ چنانچہ کانپور میں بارہا خاکسار نے تقاضا کیا۔ لیکن جناب والا اعراض فرماتے رہے۔ بالآخر ان دنوں میں جب میرا قادیان آنے کا ارادہ جناب کو بھی معلوم ہو چکا تھا۔ ایک دن جناب مدرسہ الٰہیات میں تشریف رکھتے تھے۔ خاکسار نے ایفاء وعدہ کا تقاضا کیا۔ تو جناب نے فرمایا کہ اب آپ چیلنج دیجئے تب وعدہ پورا ہوگا۔ لہذا جناب ہی کے حسب ارشاد یہ چیلنج دیتا ہوں۔ کہ جناب والا حیات مسیح کے دلائل بیان فرما کر وعدہ پورا فرمائیں کیونکہ ؎

نذار کسی بات تو ناگوہ گار ہ ÷ دلیکن چو گفتی دلیلش بیار

مجھے تعجب تھا کہ یا تو ایک طرف جناب نے اتنے زور سے دعویٰ کیا۔ یا بار بار کے تقاضے پر بھی کچھ بیان نہ فرمایا۔ اب پھر اس چیلنج کے ذریعہ میں چاہتا ہوں کہ جناب اپنے پرزور دلائل بیان فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ ورنہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ آپ کے پرزور دلائل کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

میں اس وقت نفس مقصود کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں لیکن جناب کو ایک فرمان الٰہی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں:- ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی

مسلمانو کسی قوم کی دشمنی تمہیں یہاں تک نہ پہنچا دے کہ تم انصاف ہی نہ کرو عدل سے کام لو کہ یہی پرہیزگاری کے نزدیک تر ہے۔

پس میں امید کرتا ہوں کہ جناب احمدیوں کی مخالفت کے باعث اپنے دلائل پیش کرنے میں کسی قسم کا بخل نہ فرمائینگے۔ نیز عدل و انصاف سے کام لیں گے اور ساکت عن الحق بننے سے بھی پرہیز کریں گے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین لہذا جناب اپنے دلائل تحریر فرما کر کسی اخبار کے ذریعہ سے ہم تک پہنچائیں۔ یا کم از کم خاکسار کے پاس ہی اپنی تحریر ارسال فرمائیں۔ منتظر جواب خاکسار

([illegible] غلام نبی [illegible] از قادیان)

ہنگامہ یورپ

اتحادیوں کی ترقی

لنڈن ۲۹-جولائی - جرمن پسپائی کا نتیجہ یہ معلوم ہوا ہے کہ اتحادیوں نے ۳۰ میل کے محاذ پر ۷-۸ میل تک پیشقدمی کی ہے - اور قریباً ۳۰ گاؤں اور متعدد اہم جنگلوں پر قبضہ کر لیا ہے - مگر نہایت ہی قیمتی یہ فائدہ ہوا ہے کہ بیرس - شیٹو تی تھیری ، چیلانز کی عظیم لائن پر اتحادیوں کا پھر قبضہ ہو گیا ہے -

فیران ٹارڈی نا پر قبضہ

لنڈن ۲۹-جولائی - دو بجے شب فرانس کی سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ دریائے مارن کے شمال میں غنیم کی مزاحمت کے باوجود جس نے ہمیں عبور دریا سے روکنے کی کوشش کی - دریائے اورک کے علاقے میں ہماری پیش قدمی جاری رہی - ہم ہراول فوج کو دریا کے کنارے سے پرواپس دھکیلنے میں کامیاب ہوئے - ہم فیران ٹارڈی نا میں داخل ہو گئے - ورشت رہیں کے شمال مشرق میں ہم چیپلیسی تک پہنچ گئے ہیں -

غنیم پر دباؤ

لنڈن ۲۹-جولائی - دوپہر پیرس کا ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ پسپائی میں غنیم کے قیدیوں کی تعداد بدیں وجہ بہت زیادہ نہیں - کہ اتحادی صرف نہایت حزم و احتیاط سے اس مختلف النوع علاقے میں پیش قدمی کر رہے ہیں کہ جو غنیم کے کلدور توپوں کے گھونسلوں کی مدافعت کے لئے نہایت موزوں ہے - حالانکہ جرمن صرف کمزور دستے پیچھے چھوڑ گئے ہیں - جن کو حکم دیا گیا ہے - کہ وہ اصل فوج کو نکل جانیکا موقع دینے کے لئے آخر دم تک لڑتے رہیں - اس لئے غنیم کو قیدیوں کی نسبت مقتولین کا زیادہ نقصان اٹھانا پڑا ہے - دوسری طرف مال غنیمت کی مقدار بہت ہے - جس میں بالخصوص انجینئرنگ مشینری شامل ہے - جرمن ہلکے توپخانہ کو اٹھا لیگئے - مگر بعض بھاری توپیں اور بہت سا گولہ بارود کا سامان پیچھے ہی چھوڑ دینا پڑا -

سرحپی پر شدید جنگ

لنڈن ۳۰-جولائی دھائی بجے شب امریکہ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ دریائے اورک کے شمال پر سخت جنگ وقوع میں آئی سرحپی چار دفعہ قبضہ ہونے کے بعد بالآخر ہمارے ہاتھ رہا -

جرمنوں کی پسپائی

لنڈن ۳۰-جولائی ساڑھے سات بجے صبح - توقع تھی کہ جرمن بٹ ڈی شا لوخٹ پر مدافعت کر سکیں گے - مگر اس کے خالی کر دینے سے پایا جاتا ہے - کہ جرمن پسپائی کا خاتمہ نہیں ہوا - اب یہ امر بھی مشتبہ ہے کہ غنیم دریائے ویسل کے خط مدافعت پر قائم رہ سکیگا کیونکہ مدافعت کے دو مرکز ویلی سائسان اور ریمز کے جنوب میں اتحادیوں کا دباؤ بڑھ رہا ہے اس کے متعلق سرکاری اطلاعوں کا بیان یہ ہے کہ سکاٹ لینڈ کی سپاہ بوزانسی میں سائسان کے جنوب کی طرف پہنچ گئی ہے - یہ ہو جبر حسب تحریر کہ اس سے پایا جاتا ہے کہ برطانی سپاہ اس بڑھاؤ کے مغرب اور مشرق میں دونوں طرف مصروف پیکار ہے - اگر یہ مرکزی دستہ ہاتھ سے نکل گیا - تو پھر بھی یہ امکان ہے - کہ یہ پسپائی غنیم کے لئے عظیم مصیبت کی صورت اختیار کرلے یہی وجہ ہے کہ سائسان اولشی اور دریائے این کے درمیان مثلثی علاقہ کو بچانے کے لئے جرمن جانبازانہ کوشش کر رہے ہیں - جنرل جرال مانگن مغرب کی طرف سے پیہم ضربیں لگا رہے ہیں - اور جنرل ڈیگوٹ فیر سے شمال کی طرف پیشقدمی کر کے اسے محصور کرنے کی کوشش کر رہا ہے -

شاہ یونان بچ گئے

لنڈن ۲۷-جولائی ایتھنز - جس ٹرین میں شاہ الگزنڈر سروی محاذ سے واپس آ رہے تھے - وہ فلورینا کے اسٹیشن پر کھڑی تھی - کہ ایک مخاصم ہوائی جہاز نے انجن کے قریب ایک بم گرا دیا -

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور مالکان کے لئے شائع ہوا